مصباح التجوید
مع حاشیہ
عزیز التجوید
شیخ القراء حضرت قاری محمد عثمان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ
محشی: استاذ القراء احمد جمال جنت قادری عزیزی مصباحی
قادری کتاب گھر
اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ (القرآن)
مصباح التجوید
مع حاشیہ
عزیز التجوید
مصنف
شیخ القراء حضرت مولانا قاری الحاج محمد عثمان صاحب اعظمی
علیہ الرحمہ والرضوان سابق صدر مدرسہ شمس العلوم گھوسی مئو
محشی
استاذ القراء حضرت مولانا قاری الحاج احمد جمال قادری عزیزی مصباحی
شیخ التجوید والقرأت جامعہ امجدیہ گھوسی مئو
قادری کتاب گھر
اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف

# مصنف کتاب ............ مختصر تعارف

از قلم: ڈاکٹر مولانا محمد عاصم صاحب اعظمی، استاذ جامعہ شمس العلوم گھوسی

سرزمین گھوسی کو ایسے باکمال اصحاب علم اور ارباب فن کے مولد و مستقر بننے کا شرف حاصل ہے جن کے علمی و تصنیفی کارنامے صدیوں تک یاد کئے جائیں گے اور ان کے قلمی شاہکاروں سے دنیا فائدہ اٹھاتی رہیگی انہیں علماء میں ماضی قریب کے ایک عالم استاذ القراء حضرت مولانا قاری الحاج محمد عثمان اعظمی علیہ الرحمہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی بے لوث دینی خدمات اور گرانقدر مؤلفات و مصنفات کے ذریعہ نمایاں مقام حاصل کر لیا۔

آپ کی ولادت بمقام حسین پور گھوسی تقریباً ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔ والد ماجد جناب حاجی لعل محمد بن الٰہی بخش مرحوم ایک دیندار خوشحال شخص تھے ان کو اپنے دونوں بچوں کو عالم دین بنانے کا بڑا شوق تھا بڑے صاحبزادے مولانا محمد فاروق علیہ الرحمہ نے دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے سند فضیلت حاصل کی۔ قاری صاحب نے ابتدائی تعلیم گھوسی میں حاصل کی پھر دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا اور ابتدائی عربی سے متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ سبحانیہ الہ آباد میں داخل ہو کر درس نظامی کی منتہی کتابیں پڑھیں اور یہیں استاذ القراء حضرت مولانا قاری محب الدین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے تجوید و قرأت کی تکمیل کی، دورۂ حدیث کے لئے ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور آئے اور اسی سال دارالعلوم ہذا میں شعبۂ قرأت قائم ہوا تو اعزازی استاذ کی حیثیت سے تدریسی ذمہ داریاں بھی سنبھال لیں اور فراغت کے بعد مستقل مدرس کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہو گیا جہاں کئی سال تک فرائض منصبی انجام دیتے رہے، اشرفیہ سے علحدگی کے بعد پانی پت، جلال پور، بنارس، رانچی، ممبئی، گوندیا، جمشید پور، کلکتہ، اترولہ، گھوسی، جودھپور، ناگپور، چھپرہ، کان پور اور نہ جانے کہاں کہاں یہ درویش خدا دینی و علمی خدمات انجام دیتا رہا اور بعض مقامات پر مدارس، مساجد اور یتیم خانہ کی تعمیر کا اہم کام بھی کیا، یوں تو پوری زندگی درس و تدریس سے تعلق رہا مگر بڑی غیور اور آزاد رو طبیعت پائی تھی جہاں کہیں چوں چرا ہوئی معرکۂ جدل گرم کرنے کے بجائے کپڑوں کی پوٹلی بغل میں دبائی اور وداعی سلام کر کے چلے آئے یا زیادہ دن ہو گئے تو سیروا فی الارض پر عمل کرتے ہوئے دبے پاؤں دوسرے مستقر پر چلے آئے یہی وجہ ہے کہ جم کر کسی ایک مقام پر کام نہ کر سکے مگر موصوف جہاں بھی رہے اپنی بے لوث خدمات، سادگی و اخلاص، صاف گوئی اور مرنجاں مرنج شخصیت کا سکہ دلوں پر بٹھا دیا آج بھی لوگ انہیں نیکی سے یاد کرتے ہیں۔

عمر کے آخری ایام کبر سنی کے باعث ضعف و نقاہت کی نذر ہو گئے تھے اس لئے مستقل قیام گھر ہی پر رہنے لگا تعلیم و تدریس کا ذوق آخر دم تک باقی رہا اور پڑھانے کی خواہش کا اظہار کرتے رہے بالآخر ۱۲ / ربیع الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۱/ اگست ۱۹۹۵ء کو آسمان گھوسی کی علمی کہکشاں کا یہ ستارہ ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا۔

**تصنیف و تالیف** : تصنیف و تالیف اور شعر و سخن کا ذوق دار العلوم اشرفیہ کی معارف پرور فضا میں پیدا ہوا اور وہیں "مصباح التجوید" اور "انکشاف حقیقت" (دو کتابیں) منظر عام پر آئیں جن کی کافی پذیرائی ہوئی مدرسہ فاروقیہ بنارس کے زمانۂ قیام میں "ماہنامہ اسلام" جاری کیا اور متعدد کتابچے شائع کئے لکھنے پڑھنے کا یہ شغل تمام عمر جاری رہا چند کتابیں حسب ذیل ہیں : مصباح التجوید، انکشاف حقیقت، تفسیر سورۂ فاتحہ، تحقیق نیاز و فاتحہ، اسلامی تعلیم، صبح سعادت، سیرت النبی (منظوم) خیال حرم، پہلے کے سچے مسلمان، آج کے جھوٹے مسلمان، شان ہندگی وغیرہ۔

**مصباح التجوید** : قرآن حکیم کا صحتِ تلفظ کے ساتھ پڑھنا امت مسلمہ کے لئے ضروری ہے اسی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر صدر اسلام ہی سے اس فن کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے اور صدہا کتابیں لکھی گئیں، ہندوستان کی آزادی سے پہلے سلیس اردو میں فن تجوید میں ایسی کتابیں کمیاب تھیں جنہیں طالبان قرأت کے درس میں شامل کیا جا سکے اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا قاری محمد عثمان اعظمی علیہ الرحمہ نے "مصباح التجوید" لکھی جو طلبہ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی اور مدارس عربیہ کے نصاب میں آج تک شامل ہے۔

محب مکرم حضرت مولانا قاری احمد جمال صاحب استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی جو دور حاضر میں فن تجوید و قرأت کے ممتاز استاذ ہیں جن کی درسگاہ سے سیکڑوں باصلاحیت قراء پیدا ہوئے اور ہندو بیرون ہند میں مدارس و مساجد کی زینت بنے ہوئے ہیں قاری صاحب موصوف کو شائقین قرأت کی تربیت کا خاص ملکہ ہے اس فن میں "اتھارٹی" سمجھے جاتے ہیں آپ نے طلبہ کی آسانی کے لئے کئی کتابوں کی شرح لکھی اور حاشیہ آرائی کی اب اپنے عم مکرم کی کتاب "مصباح التجوید" کا شاندار ایڈیشن اپنے گرانقدر مفید حواشی کے ساتھ شائع کر رہے ہیں امید کہ اسے قبولِ عام کی عزت حاصل ہوگی اور طلبہ کے لئے ایک عمدہ تحفہ ثابت ہوگی۔

محمد عاصم اعظمی
استاذ جامعہ شمس العلوم گھوسی

۲۴ / رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ / ۱۰ / دسمبر ۲۰۰۱ء

# التقریظات

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضرت علامہ مولانا الحافظ
القاری الحاج حضور حافظ ملت عبد العزیز صاحب
محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ والرضوان
بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ناچیز نے رسالہ مصباح التجوید کا مطالعہ کیا رسالہ ہذا کو نہایت مفید اور نافع پایا، مختصر الفاظ میں علم تجوید کا جامع ہے۔ مصنف سلمہٗ نے فن تجوید کو نہایت بہترین عنوان و سہل پیرایہ میں جمع کیا ہے گویا بحر ذخار سے گوہر گرانمایہ نکال کر کنارہ پر رکھ دیا ہے شائقین فن تجوید قدردانی کریں دعاء ہے کہ خداوند قدوس شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور مصنف سلمہٗ کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے۔

فقط
عبد العزیز عفی عنہ
صدر المدرسین مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم
مبارکپور اعظم گڈھ

استاذ القراء استاذی الحافظ القاری المقری
محب الدین احمد صاحب الہ آبادی علیہ الرحمہ
والرضوان سابق شیخ التجوید والقرأت
مدرسہ سبحانیہ الہ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ

یہ کتاب جس کا نام مصباح التجوید ہے شائقین فن کے لئے نہایت مفید ہے ماشاء اللہ اس کا عنوان بھی جدید ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب قابل دید ہے اس کو دیکھ کر غایت مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ مؤلف سلمہٗ کو اجر عظیم عنایت فرمادے اور اس کتاب کو مقبول انام فرمادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

احقر ابن ضیاء محب الدین احمد
مدرس درجہ تجوید و قرأت
مدرسہ سبحانیہ الہ آباد

## ملنے کے پتے

☆ قرأت اکیڈمی، محلہ مداپور خیریہ روڈ گھوسی ضلع مئو یوپی ۲۷۵۳۰۴
☆ دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی ضلع مئو یوپی
☆ حق اکیڈمی، مبارکپور اعظم گڈھ یوپی
☆ المجمع الاسلامی مبارکپور اعظم گڈھ یوپی
☆ فاروقیہ بک ڈپو، مٹیا محل متصل جامع مسجد شہر دہلی ۶
☆ انوار بک ڈپو، کریم الدین پور گھوسی مئو یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ بِالتَّرْتِيْلِ وَاَمَرْنَا بِهٖ كَمَا فِی التَّنْزِيْلِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الَّذِیْ جَوَّدَ الْقُرْاٰنَ بِالتَّجْوِيْدِ وَاَوْصٰنَا بِالْاِتْقَانِ وَالتَّجْرِيْدِ۔

**امابعد :** قرآن مجید کو ترتیل اور تجوید کے ساتھ پڑھنا واجب(۱) اور نہایت ضروری ہے چنانچہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ آثِمٌ (ترجمہ) جو شخص قرآن کو تجوید سے نہیں پڑھتا، وہ گنہگار ہے، اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ترتیل کے متعلق تاکید فرماتا ہے یعنی وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلاً (ضرور) ترتیل سے پڑھو قرآن کو، اور ترتیل کی تعریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ فرمائی ہے تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ یعنی حرفوں کو صحیح مخرج اور صفات کے ساتھ ادا کرنا اور وقف کے مقامات(۲) اور کیفیات(۳) کا جاننا، پس جب کہ قرآن پاک کا بھی

جگہ ۱۲ قاعدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

فائدہ : قاری ومقری کے لئے بروایت حفص علیہ الرحمہ تین علموں کا جاننا ضروری ہے

(۱) علم تجوید (۲) علم وقف (۳) علم رسم

اس کتاب میں انہیں تینوں علموں کا بیان ہے لیکن اس کتاب میں علم تجوید کا بیان مکمل ہے۔
علم وقف : علم رسم کا بیان مختصر ہے کیونکہ یہ کتاب خصوصا علم تجوید ہی میں ہے علم وقف وعلم رسم کے مزید معلومات کے لئے جامع الوقف ومعرفۃ الرسوم کا مطالعہ کریں۔

(۱) یہاں واجب سے وجوب شرعی مراد ہے جس کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے جیسا کہ محقق فن علامہ جزری علیہ الرحمہ (و) ۷۸۰ھ (م) ۸۵۸ھ کا قول آگے آرہا ہے "مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ اٰثِمٌ" یعنی جو شخص قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے گنہگار ہوگا۔

(۲) محل وقف مراد ہے یعنی وقف تام وقف کافی اور علامت وقف وعلامت آیت کا جاننا کہ کس جگہ وقف کیا جائے۔ ۱۲

(۳) کیفیت وقف مراد ہے یعنی وقف بالاسکان، وقف بالاشمام، وقف بالروم، وقف بالسکون وغیرھم کا جاننا کہ آخر کلمہ پر کہاں کس طرح وقف کیا جائے۔ ۱۲

حکم معلوم ہو گیا، تو اب ایسی صورت میں تجوید کا سیکھنا ہر مسلمان کو نہایت ضروری[1] ہے، اس لئے کہ بلا علم تجوید کے قرآن کا صحیح پڑھنا ممکن نہیں، لیکن الحمد للہ کہ اس فن شریف کا حاصل کرنا کوئی دشوار امر نہیں، چنانچہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ[2] بَيْنَه وَبَيْنَ تَرْكِهٖ    اِلاَّ رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهٖ

باقی قرآن کو لہجہ اور خوش آوازی سے مع قواعد تجوید کی رعایت کے پڑھنا! تو یہ چیز محمود اور پسندیدہ ہے چنانچہ اس کے متعلق جناب رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ" یعنی قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرو اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا ہے "اِقْرَءُوا[3] الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ" اور "لَيْسَ[4] مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ" (وغیرہما) ان دونوں احادیث میں قرآن کو عربی لہجے اور خوش ادائیگی سے پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے لیکن لہجہ کی پابندی میں اگر تجوید کے قواعد بگڑ جائیں تو اس صورت میں لحن (غلطی) لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔

---

(۱) قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنا اور حاصل کرنا ہر صاحب قرأت اور روایت پر فی الجملہ فرض عین ہے اگرچہ علم تجوید فرض کفایہ ہے اور قرأت سنت ہے اور دقائق تجوید مستحسنات میں سے ہیں بہر حال ہر قاری قرآن کے لئے تجوید پر عمل فرض عین ہے اس کا تارک گنہگار ہوگا۔

(۲) ترجمہ: اور نہیں ہے کوئی فرق تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے ترک کرنے میں بجز اس کے کہ انسان کو اپنے جبڑے (منہ) سے (تجوید میں) محنت اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے ۱۲ منہ

(۳) یعنی قرآن مجید کو عربی لہجوں سے پڑھو قراء کی اصطلاح میں لہجہ اسے کہتے ہیں کہ اچھا کرنا آواز کا موافق تجوید کے اگر لہجہ کی رعایت کرنے میں تجوید کی غلطی ہو گئی تو اس طرح پڑھنا حرام ہے۔ لہجہ کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً حجازی، مدنی، مصری، حسینی، عشاقی، رکبی، مایہ وغیرہم ان میں سے جو اہل عرب کے نقل کے مطابق ہونگے وہ عربی لہجہ ہوگا۔

(۴) یعنی نہیں ہے ہمارے طریقے پر وہ شخص جو کہ نہ پڑھے قرآن مقدس کو خوش آوازی سے

اب یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ تجوید کس کو کہتے ہیں؟ اس علم کی غرض کیا ہے؟ اس فن کا موضوع کیا ہے؟ پس ہر ایک کو سوال اور جواب کے طور پر لکھتا ہوں۔

**تجوید کس کو کہتے ہیں؟** تجوید ایسے قواعد[1] کو کہتے ہیں جن سے حروف قرآنیہ کی صحت ہوتی ہے اور اگر تجوید کے خلاف پڑھا گیا جس سے لحن لازم آئے تو اس کی دو صورتیں ہیں: اول یہ کہ حرف بدل جائے یا خلاف قاعدہ اس کو گھٹا بڑھا دیا جائے یا زبر زیر پیش جزم اور تشدید وغیرہ میں ردوبدل ہو جائے وغیرہ وغیرہ تو اس لحن کو لحن جلی کہتے ہیں جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو وَلَا الدَّآلِّیْنَ یا وَلَا الظَّآلِّیْنَ اور نَسْتَعِیْنُ کو نَسْتَاعِیْنُ اور اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتُ وغیرہ پڑھنا اس قسم کی غلطی کرنے والا گنہگار ہے کیونکہ یہ حرام ہے اور اس سے معنی میں فساد پیدا ہوتا ہے یا لفظ مہمل[بے معنی ۱۲] ہو جاتا ہے جو بالکل ناجائز ہے اور اگر اس قسم کی غلطی نہ ہو بلکہ وہ صفات[2] جو حرف کی زینت اور تحسین کے لئے ہیں ادا نہ ہوں تو اس کو لحن خفی[3] کہتے ہیں، مثلاً پُر حروف کو باریک پڑھنا، یا اخفا کی جگہ اظہار، یا اظہار کی جگہ ادغام وغیرہ کرنا (ان سب کا بیان آگے آئے گا) اس غلطی سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ یہ مکروہ بلکہ حرام ہے۔

---

(۱) یعنی حرفوں کو ان کے صحیح مخرج سے نکالنا اور ان میں ان صفات کو ادا کرنا جو ان حرفوں کے لئے لازم اور عارض ہیں یعنی حرفوں کو مخارج کے ساتھ ساتھ تمام صفات لازمہ و عارضہ کے ساتھ ادا کرنا جن سے حروف قرآنیہ کی صحت ہوتی ہے۔ ۱۲

(۲) خواہ صفات عارضہ ہوں یا غیر ممیزہ ۱۲ منہ

(۳) لحن خفی روایۃً حرام ہے یعنی جو صفات عارضہ روایت حفص علیہ الرحمہ سے ثابت ہیں ان کا ادا کرنا ان کی

**علم تجوید کا موضوع کیا ہے؟** علم تجوید کا موضوع قرآن کے حروف تہجی ہیں یعنی ا، بٰا، تٰا، ثٰا وغیرہ۔

حروف ہجا کے مخارج اور صفات سے بحث کرنا۔

**علم تجوید کی غرض کیا ہے؟** قرآن مجید کو صحیح پڑھنا اور خطائے لفظی سے بچنا۔

## استعاذہ اور بسملہ کے احکام

**استعاذہ کا کیا حکم ہے؟** قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے استعاذہ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنا مستحب(۱) ہے چاہے شروع سورہ سے پڑھو یا درمیان سورہ سے شروع کرو۔

**بسملہ کا کیا حکم ہے؟** سورہ توبہ کے علاوہ ہر سورہ کے شروع میں بسملہ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنا ضروری ہے البتہ درمیان سورہ سے پڑھنے والے کو اختیار ہے اگرچہ سورہ براۃ (توبہ) ہو، مگر جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم سورۂ نمل میں ہے وہ قرآن کی اور آیتوں کی طرح درمیان سورہ کی ایک آیت کا جز ہے۔

**فائدہ:** جاننا چاہئے کہ قرأت اور سورہ کی بلحاظ ابتدا اور وسط چار صورتیں ہیں:

روایت میں واجب ہے ورنہ روایت حفص (علیہ الرحمہ) ناقص ہوگی اس لئے اس کے ترک کو مکروہ کے ساتھ ساتھ حرام کہا گیا ہے۔ لحن خفی کے حرام ہونے کی دوسری وجہ لحن خفی پر مغیر ہونا بھی ہے۔ ۱۲

(۱) وَالاِسْتِعَاذَۃُ عِنْدَنَا سُنَّۃٌ مُسْتَحَبَّۃٌ ۱۲ خلاصۃ البیان ۱۲ منہ یعنی استعاذہ احناف کے نزدیک مستحب ہے

(۱) شروع قرأت شروع سورہ (۲) شروع قرأت درمیان سورہ (۳) شروع سورہ درمیان قرأت (۴) درمیان قرأت درمیان سورہ: ان صورتوں میں دو باتیں یاد کرنے کی ہیں ایک تو ہر ایک کا حکم، دوسرے ہر ایک کے پڑھنے کا طریقہ، دونوں باتیں بالتفصیل بیان کی جاتی ہیں۔

**اول صورت**: شروع قرأت شروع سورہ کا حکم یہ ہے کہ اس صورت میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں پڑھنا چاہیۓ اور ان کے پڑھنے کے چار طریقے ہیں:

(۱) **وصل کل**: یعنی اعوذ باللہ بسم اللہ اور شروع سورہ تینوں کو ملا کر پڑھنا (۲) **فصل کل**: یعنی ہر ایک کو علٰحدہ علٰحدہ پڑھنا (۳) **وصل اول فصل ثانی**: یعنی اعوذ باللہ کو بسم اللہ سے ملا کر اور بسم اللہ کو شروع سورہ سے جدا کر کے پڑھنا (۴) **فصل اول وصل ثانی**: یعنی اعوذ باللہ کو بسم اللہ سے جدا کرنا اور بسم اللہ کو شروع سورہ سے ملانا۔

**دوسری صورت**: شروع قرأت درمیان سورہ میں بسم اللہ پڑھنا جائز ہے لہذا اگر بسم اللہ پڑھی جائے[1] تو فصل کل اور وصل اول فصل ثانی، یہی دو طریقے جائز ہیں اور اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو اعوذ باللہ کو کلام پاک سے فصل[2] کر کے پڑھنا چاہیۓ۔

**تیسری صورت**: شروع سورہ درمیان قرأت، اس میں

(۱) اس صورت میں بسملہ پڑھنا جائز ہے نہ کہ مُلا

(۲) وصل بھی جائز ہے مگر اس صورت میں کہ شروع آیت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نام نہ ہو اور نہ کوئی ایسا لفظ ہو جو اس کی صفت واقع ہو جیسے "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی" اور "اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا" ۱۲ منہ

صرف بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، اعوذ باللہ نہ پڑھنا چاہئے، بعض لوگ درمیان قرأت میں سورہ توبہ شروع کرتے وقت استعاذہ کرتے ہیں، یہ جائز نہیں اور نہ بسم اللہ جائز ہے، اس تیسری صورت کے پڑھنے کا طریقہ[1] یہ ہے، وصل کل، فصل کل، فصل اول وصل ثانی۔

**چوتھی صورت:** درمیان قرأت درمیان سورہ، اس میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں نہ پڑھنا چاہئے اس لئے کہ استعاذہ اور بسملہ کا تعلق ابتداء سے ہے۔

## حروف کے مخارج کا بیان

**مخرج کس کو کہتے ہیں؟** جس جگہ سے حرف ادا ہوتا ہے، اس جگہ کو مخرج[2] کہتے ہیں۔

**حرف کس کو کہتے ہیں؟** حرف انسان کی اس آواز کو کہتے ہیں جو منہ کے اندر سے کسی مخرج پر اعتماد کرتے ہوئے خاص کیفیت کے ساتھ باہر نکلتی ہے۔

**فائدہ:** حروف ہجائیہ کی دو قسمیں ہیں، ایک اصلی دوسرے

---

(۱) اس صورت میں یہی تینوں صورتیں جائز ہیں چوتھی صورت یعنی وصل اول فصل ثانی جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں بسم اللہ کا آخر سورت سے تعلق ہو جائے گا حالانکہ بسم اللہ کا شروع سورت سے تعلق ہے۔ ۱۲

(۲) مخرج کی دو قسمیں ہیں: مخرج محقق[1]، مخرج مقدر[2]۔ حرف کی آواز مخرج پر ٹھہر جائے تو اس کو مخرج محقق کہتے ہیں جیسے لب کی باد غیرہ کے ادا کرنے میں یہ تین ہیں: حلق، زبان، ہونٹ ان تینوں کو اصول مخارج کہتے ہیں حرف کی آواز مخرج سے نکل کر سانس پر ٹھہر جائے تو اس کو مخرج مقدر کہتے ہیں یہ دو ہیں: جوف[1]۔ (خالی جگہ) خیشوم۔ (ناک کا بانسہ) ۱۲

فرعی، حروف اصلیہ وہ ہیں جن کا مخرج معین اور مقرر ہو، اور حروف فرعیہ وہ ہیں، جن کا مخرج معین نہ ہو بلکہ وہ حروف دو مخرجوں کے درمیان متردد[1] ہوں، اور حروف اصلیہ انتیس ہیں، جو مندرجہ ذیل[2] مخارج سے نکلتے ہیں۔

ء ہ۔ ع ح (۱) شروع حلق جو سینہ کی جانب ہے، وہاں سے ہمزہ اور ہا نکلتے ہیں (۲) درمیان حلق سے عین، اور حا مہملہ ادا ہوتے ہیں، غ خ (۳) آخر حلق غین اور خا معجمہ کا مخرج ہے، ان کو حروف حلقیہ کہتے ہیں۔ شعر

حروف حلقی چھ ہیں سن اے مہ لقا ہمزہ ہا پھر عین حا، پھر غین خا

ق : جڑ زبان تالو سے مل کر قاف ادا ہوتا ہے۔

ک : جڑ زبان سے کچھ ہٹ کر کاف کا مخرج ہے۔

ج ش ی : (غیر مدہ[3]) بیچ زبان تالو سے مل کر جیم، شین، یا غیر مدہ ادا ہوتی ہے۔

ض : حافہ لسان (کروٹ ۱۲) اوپر کے ڈاڑھ سے مل کر ضاد ادا ہوتا ہے، اس کا ادا کرنا داہنی جانب کے بہ نسبت بائیں جانب

---

(۱) یا صفت اصلی سے نکل جائے جیسے الف، را وغیرہ کا پُر ہونا روایت حفص علیہ الرحمہ میں حروف فرعیہ سات ہیں: حرف غنہ[1]، ہمزہ مسہلہ[2]، الف ممالہ[3]، الف[4]، واو[5]، لام[6]، را مفخمہ[7]۔

فائدہ: حروف کی باعتبار زمانہ چار قسمیں ہیں: زمانی، قریب زمانی، آنی، قریب آنی۔ حروف مدہ زمانی۔ ضاد قریب زمانی۔ حروف شدیدہ آنی۔ حروف مدہ، ضاد اور حروف شدیدہ کے علاوہ سب حروف قریب آنی ہیں ۱۲

(۲) یہ مخارج حروف جو بیان کئے جارہے ہیں، حروف اصلیہ کے ہیں اس لئے سولہ[16] ہیں یہ مخارج حروف علامہ خلیل ابن احمد (استاذ سیبویہ) کے نزدیک ہیں سترہواں مخرج حرف غنہ کا خیشوم (ناک کا بانسہ) ہے یہ حرف فرعی ہے۔ سیبویہ کے نزدیک سولہ، فرا کے نزدیک چودہ[14] مخارج ہیں یہ اختلاف ۱۷، ۱۶، ۱۴ کا تقارب شدید کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ ہر حرف کا مخرج علحدہ اور ایک دوسرے سے جدا ہے ۱۲

(۳) جس یا ساکن سے پہلے زبر نہ ہو، اس یا کو یا غیر مدہ کہتے ہیں جیسے عَلَيْنَا وَ اِيَّا وغیرہا ۱۲ منہ

سے آسان ہے۔

ل : کنارۂ زبان ضاد کے بعد[1] سامنے والے مسوڑھے سے مل کر لام ادا ہوتا ہے۔

ن : زبان کی نوک اوپر کے تالو سے مل کر نون ادا ہوتا ہے۔

ر : پشت زبان (جو قریب سرا زبان ہے) تالو سے مل کر را ادا ہوتی ہے

ط، د، ت : زبان کا کنارہ اوپر کے سامنے والے بڑے دونوں دانتوں کی جڑ سے طا، دال، تا ادا ہوتے ہیں۔

ص، ز، س : اوپر اور نیچے کے سامنے والے دونوں دانتوں کا سر اور سرا زبان مل کر سین، زا، صاد ادا ہوتے ہیں۔

ظ، ذ، ث : اوپر کے بڑے دونوں دانتوں کا سر اور سرا زبان مل کر ظا، ذال، ثا ادا ہوتے ہیں۔

ف : اوپر کے سامنے والے بڑے دونوں دانتوں کا سر اور نیچے کے ہونٹ کی تری مخرج فا کا ہے۔

ب، م، و غیر مدہ[2] : دونوں ہونٹ مل کر، با، میم، واؤ، (غیر مدہ) ادا ہوتے ہیں، لیکن با میں دونوں ہونٹ کی تری، اور میم میں دونوں کی خشکی ملتی ہے، اور نیز یہ کہ میم میں غنہ[3] ہے، اور واؤ کے ادا

---

(۱) کذا فی کتاب الرعایہ ۱۲ منہ

(۲) جس واو ساکن سے پہلے پیش نہ ہو، اس واو کو واو غیر مدہ کہتے ہیں جیسے اَولیٰ وغیرہ ۱۲ منہ

(۳) میم مظہرہ میں صفت غنہ ہے اسی طرح نون مظہرہ میں بھی صفت غنہ ہوگا میم و نون مخفی میں حرف غنہ ہوگا اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہے ۱۲

کرتے وقت صرف ہونٹ کے دونوں کنارے ملتے ہیں،
اور بیچ کھلا رہتا ہے۔

(الف) حلق کی خالی جگہ سے الف ادا ہوتا ہے، اور بیچ زبان تالو کی خالی جگہ سے یا مدہ ادا ہوتی ہے اور ہونٹ کی خالی جگہ سے واو مدہ ادا ہوتا ہے، اس مخرج کو جوف کہتے ہیں۔
خالی جگہ

## حروف کے صفات کا بیان

اوپر کے بیان سے تمہیں معلوم ہوا کہ تجوید نام ہے قرآن کے حروف کو ان کے صحیح مخرج اور صحیح صفات کے ساتھ ادا کرنے کا، لہٰذا حرفوں کے مخارج معلوم کرنے کے بعد صفات کے جاننے کی بھی ضرورت ہے اس لئے صفات کا بیان اب کیا جاتا ہے۔

### صفت کس کو کہتے ہیں؟ اس کی قسمیں اور ہر ایک کی تعریف بیان کرو:

حرف اپنے مخرج سے جس انداز اور کیفیت کو لے کر ادا ہوتا ہے اس انداز اور کیفیت کو صفت کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں ایک بطریق لزوم کہ ہر حال میں پائی جائے، اس کو صفت لازمہ کہتے ہیں دوسری بطریق عروض کہ جو کبھی کسی وجہ سے پائی جائے، اس کو صفت عارضہ کہتے ہیں، پھر صفت لازمہ[1] کی دو قسمیں ہیں: ایک متضادّہ کہ جس کے

(۱) یہ قسمیں باعتبار تقابل ہیں صفت لازمہ کی باعتبار تمایز بھی دو قسمیں ہیں۔
صفت لازمہ ممیزہ۔ صفت لازمہ غیر ممیزہ لقیہ صفحہ نمبر ۱۵ پر

مقابل اور ضد میں کوئی دوسری صفت بیان کی جائے، دوسری غیر متضادہ
کہ جس کے مقابل اور ضد میں کوئی دوسری صفت نہ بیان کی جائے،
صفات متضادّہ دَس ہیں جن میں پانچ صفتیں پانچ کی ضد ہیں، ہر ضد والی
صفت کو اس کی ضد کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

**ہمس جہر** ہمس کے حروف " فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ " ہیں ان کو مہموسہ
کہتے ہیں، ان کے ادا میں سانس جاری رہتی ہے، جیسے فَحَدِّثْ کی ثا
اور جہر کے حروف مہموسہ کے علاوہ ہیں، ان کو مجہورہ کہتے ہیں، ان کے
ادا میں سانس مخرج میں بند ہو جاتی ہے، جیسے اِذْ کی ذال۔

**شدۃ رِخو** شدت کے حروف "اَجِدُ قَطٍّ بَكَتْ" ہیں، ان کو شدیدہ کہتے
ہیں ان کے ادا کرنے میں آواز سخت ہو کر مخرج میں بند ہو جاتی ہے جیسے
مَاْكُوْل کا ہمزہ، رِخو کے حروف "اَجِدُ قَطٍّ بَكَتْ "اور لِنْ عُمَرْ کے حروف
کے علاوہ ہیں، ان کے ادا میں آواز نرم ہوتی ہے اور جاری رہتی ہے، جیسے
مَشْهُوْدًا کی شین، اور لِنْ عُمَر کے حروف میں کچھ شدت اور رِخو کی
صفتیں پائی جاتی ہیں، (یعنی شدت اور رِخو کے درمیان ایک حالت ہے)
اس لئے اس کو متوسطہ کہتے ہیں، یہ صفت اگرچہ متضادہ نہیں ہے مگر

صفت لازمہ ممیّزہ : اس کو کہتے ہیں جو کسی صفت لازمہ سے مشتبہ الصوت حرفوں میں یا ایک مخرج کے دو حرفوں میں امتیاز حاصل ہو جیسے صاد کو سین سے صفت اطباق و استعلاء کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے۔ عین کو حا سے صفت جہر و توسط کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے۔

صفت لازمہ غیر ممیّزہ : اس کو کہتے ہیں جو کسی صفت لازمہ سے ان دو صورتوں میں یعنی مشتبہ الصوت حرفوں میں یا ایک مخرج کے دو حرفوں میں امتیاز حاصل نہ ہو جیسے حرف صاد میں صرف صفت اطباق نہ ادا کیا جائے وغیرہ ۱۲

(۱) یہ صفت توسط نہ صفت شدت کی اور نہ صفت رخو کی ضد ہے بلکہ ان دونوں صفتوں کی درمیانی حالت ہے یعنی ان حرفوں کو ادا کرنے میں نہ زیادہ سختی اور نہ زیادہ نرمی ہوگی اس لئے یہ صفت فرعی ہے۔ ۱۲

چونکہ متضادہ ہی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے متضادہ میں بیان کی جاتی ہے۔

**استعلاء استفال** استعلاء کے حروف "خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ" ہیں ان کو مُسْتَعْلِیَه کہتے ہیں، ان کے ادا کرنے میں زبان کی جڑ اوپر اٹھنا چاہئے، (تاکہ یہ حروف پُر ہوں) جیسے اَلْمَغْضُوْب کی غین، استفال کے حروف مُسْتَعْلِیَه کے علاوہ ہیں، ان کو مُسْتَفِلَه کہتے ہیں ان کے ادا میں زبان کی جڑ تالو کی طرف نہ اٹھے، جیسے جِبَاهُهُمْ کے حروف۔

**اطباق انفتاح** اطباق کے حروف "ص ض ط ظ" (صاد ضاد طا ظا) ہیں، ان کو مُطْبَقَه کہتے ہیں، ان کے ادا کرنے میں بیچ زبان تالو کو ڈھانک لے، جیسے وَاصْبِرْ کا صاد، انفتاح کے حروف مُطْبَقَه کے علاوہ ہیں ان کو مُنْفَتِحَه کہتے ہیں، ان کے ادا میں بیچ زبان تالو سے جدا رہنی چاہئے، جیسے مِثْلُهَا کی ثا۔

**اذلاق اصمات** اذلاق کے حروف "فَرَّ مِنْ لُبٍّ" ہیں ان کو مُذْلَقَه کہتے ہیں، ان کے ادا میں کنارۂ زبان سے ل، ر، ن، اور ہونٹ سے ف، ب، م، آسانی کے ساتھ ادا ہوں جیسے فَلِمَ کے حروف اور اصمات کے حروف مُذْلَقَه کے علاوہ ہیں، ان کو مُصْمَتَه کہتے ہیں، ان کو جماؤ کے ساتھ ادا کرنا چاہئے ورنہ صاف ادا نہ ہوں گے، جیسے مَحْمُوْدًا کی حا۔

## صفات غیر متضادہ کا بیان

صفات غیر متضادّہ سات ہیں، ان سے بھی حروف میں امتیاز ہوتا ہے اور حرفوں کو ان سے تقویت ہوتی ہے۔

۱۔ صفیر : یہ صفت صاد، زا، سین، میں پائی جاتی ہے، ان کے ادا میں آواز سیٹی کے مثل نکلے، جیسے تَصْلٰی کا صاد۔

۲۔ تفشّی : یہ صفت شین معجمہ کی ہے، اس کے ادا کرتے وقت آواز اس کے مخرج میں پھیلی ہوئی ہونی چاہئے جیسے شَیْءٌ کی شین۔

۳۔ قلقلہ[1] : اس کے حروف "قُطُبُ جَدٍ" ہیں، ان کے ادا میں ایک لوٹتی ہوئی آواز نکلنی چاہئے جیسے واق کا قاف جب یہ حرف ساکن ہوتا ہے تو یہ صفت خوب ظاہر ہوتی ہے اور جب متحرک ہوتا ہے تو حرکت کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے۔

۴۔ انحراف : اس کے حروف لام اور را ہیں، ان کے ادا میں آواز کو اپنے اپنے مخرج کی طرف پھرنا چاہئے، یعنی ان کو اس طرح ادا کریں کہ لام، را کی طرف یا را، لام کی طرف مائل نہ ہو جیسے بعض بچوں سے ہو جاتا ہے، مثل اَرْبَاب اور اَلْبَـاب کے۔

۵۔ لین : یہ صفت واو اور یا کی ہے، (اس حال میں کہ یہ دونوں ساکن ماقبل مفتوح ہوں) ان حروف کو اس طرح نرم ادا کریں کہ اگر مد کرنا چاہیں، تو مد کر سکیں، جیسے خَوْف اور خَیْـر۔

۶۔ تکریر : یہ صفات را میں پائی جاتی ہے، اس کے ادا کرتے وقت تھوڑا سا جماؤ ہونا چاہئے، ورنہ جماؤ اور قرار کی زیادتی میں ایک را

(۱) قلقلہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ اس کے حروف کو ادا کرتے وقت مخرج میں سختی کے ساتھ جنبش دینا جس کی وجہ سے لوٹتی ہوئی آواز ظاہر ہو لوٹتی ہوئی آواز عارض بالصفت ہے جنبش دینا صفت لازمہ ہے جس طرح صفت استعلاء کے حروف میں جزِ زبان کا اوپر اٹھنا لازم ہے اور حرف کا پُر ہونا عارض بالصفت ہے ۱۲

کے بجائے کئی راہو جاتی ہیں، جیسے اَلــرَّحْمٰن وغیرہ

۷۔ استطالت : یہ صفت ضاد معجمہ میں پائی جاتی ہے، اس کو اس طرح ادا کریں کہ اس کے مخرج سے آواز تدریجاً نکلے، یعنی شروع مخرج سے آخر مخرج تک آواز درجہ بدرجہ نکلنی چاہئے کیونکہ اگر آواز یک بہ یک نکلے گی، تو حرف میں نقصان واقع ہوگا، اور صفت استطالت مفقود ہو جائے گی، یعنی درازی صوت نہ پائی جائے گی، جیسے وَلَا الضَّــآلِّيْن کا ضاد۔

یہ صفت اور یہ حرف تمام صفتوں اور حرفوں سے سخت ہے، اس کے ادا پر ہر ایک کو قدرت نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ بجائے کنارۂ زبان سے ادا کرنے کے زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ سے ادا کرتے ہیں، اس وجہ سے دال (پُر) ہو جاتی ہے، یا ظا سے مشابہ ہونے کی وجہ سے (جیسا کہ اردو زبان میں ارض، ضلع ضرور، وغیرہ وغیرہ الفاظ کو ظ سے پڑھتے ہیں اور بولتے ہیں) ظا (پُر) پڑھتے ہیں، حالانکہ یہ دونوں غلط ہیں، بلکہ اس کے ادا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حافۂ لسان کو ڈاڑھ سے رگڑ لگے، اور زبان کی نوک صفت اطباق کی وجہ سے تالو سے منطبق (یعنی اوپر اٹھی) رہے، پس جو آواز حافۂ لسان کی رگڑ سے ظاہر ہوگی، وہی صفت استطالت ہے مثل ضَعْفٍ اور وَاخْفِضْ کے یہ صفت اس کی ذاتی اور ممیّزہ ہے۔

تنبیہ : صفات لازمہ میں تم غور کروگے، تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہر حرف میں کم از کم پانچ صفتیں متضادہ سے اور ایک یا دو صفتیں

غیر متضادہ سے ضرور پائی جائیں گی[1]، مثلاً حرف "ر" کہ اس میں جہر، توسط، استفال، انفتاح، اذلاق، متضادہ سے اور تکریر، انحراف، غیر متضادہ سے، کل سات صفتیں پائی جاتی ہیں، اسی طرح بقیہ حرفوں میں صفات لازمہ جاری کرو۔

## صفات ممیّزہ کا بیان

صفات لازمہ میں جو صفت ایک دوسرے سے مشابہ ہونے والے حرفوں کو تمیز دے وہ ممیّزہ ہیں، ورنہ غیر ممیّزہ ہیں، یہاں صرف صفات ممیّزہ بیان کئے جا رہے ہیں:

حرف سین ممتاز ہے ثا سے صفت صفیر کی وجہ سے، اور صاد ممتاز ہے، سین سے استعلاء کی وجہ سے، اور زا ممتاز ہے، ذال سے صفیر کی وجہ سے، اور ظا ممتاز ہے ان دو حرفوں سے استعلاء کی وجہ سے[2] اور شین معجمہ ممتاز ہے، سین سے تفشّی کی وجہ سے اور طا ممتاز ہے تا سے استعلاء کی وجہ سے اور را، ممتاز ہے، لام سے تکریر کی وجہ سے، اور قاف ممتاز ہے، کاف سے استعلاء کی وجہ سے، پس جن صفات سے امتیاز ہوا ہے وہ ممیّزہ ہیں، باقی ان حرفوں میں دوسرے اور صفات جو پائے جاتے ہیں وہ غیر ممیّزہ ہیں لیکن ان کو غیر ضروری نہ سمجھنا چاہئے مثلاً خا، اور غین، میں صفت استعلاء ہے اگر یہ صفت ان میں ادا نہ کی جائے تو خا مہمل ادا ہو کر کھا اور غین گاف سے بدل کر غافل سے گافل ہو جائے گا۔ (وقس علی ھذا)

(۱) صفت غیر متضادہ تمام حرفوں میں نہیں پائی جائے گی صرف زا، سین، صاد، شین، قاف، طا، با، جیم، دال، لام، را، واو، یا ساکن ماقبل زبر اور نون، میم مظہرہ میں صفت غنہ البتہ صفت متضادہ تمام حرفوں میں پائی جائے گی ۱۲

(۲) حرف ضاد ممتاز ہے ان تینوں حرفوں سے یعنی زا، ذال، ظا سے صفت استطالت کی وجہ سے ۱۲

# الف اور ہمزہ کی پہچان

**(الف)**

۱۔ الف ہمیشہ ساکن ما قبل مفتوح ہوتا ہے

۲۔ الف ہمیشہ مدّہ ہوتا ہے

۳۔ الف کبھی کلمہ لفظ کے شروع میں نہیں آتا

۴۔ الف کی آواز اپنے مخرج پر اعتماد نہیں کرتی ٹھہرنا بلکہ ہوا پر تمام ہوتی ہے

۵۔ الف میں صفت رِخو ممیّزہ ہے

۶۔ الف کی رسم خاص ہے یعنی ایک کشش ہے جو اس صورت (ا) کی ہوتی ہے

**(ہمزہ)**

۱۔ ہمزہ کبھی متحرک ہوتا ہے اور کبھی ساکن

۲۔ ہمزہ میں ہمیشہ ضغطہ (جھٹکہ) ہوتا ہے

۳۔ ہمزہ کلمہ میں ہر جگہ آتا ہے

۴۔ ہمزہ کی آواز اپنے مخرج پر اعتماد کرتی ہے

۵۔ ہمزہ میں صفت شدت ممیّزہ ہے

۶۔ ہمزہ کی کوئی اصلی صورت نہیں ہے عین کا سر (ء) ہمزہ کی صورت نہیں ہے، بلکہ ہمزہ کی پہچان کی علامت بنائی گئی ہے

لیکن جب ہمزہ ساکن اور اس کے قبل زبر ہو، تو عین کا سر ابھی نہیں ہوتا، بلکہ صرف الف کی کشش ہوتی ہے تو جو شخص عربی سے ناواقف ہے، وہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ الف ہے یا ہمزہ پس ایسی صورت میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب الف پر جزم لکھا ہو تو ہمزہ[1] ہے ورنہ الف، کیونکہ الف جزم کا محتاج نہیں ہے پس قَالَ، رَمیٰ اور اس کے مثل میں الف ہے اور اَمَرَ، مَأکُول، بَأسٌ اور اس کے مثل میں ہمزہ ہے۔

**فائدہ:** ہمزہ دو قسم پر آتا ہے، ایک وہ جو کلمہ سے کبھی

(۱) یہ اس بنا پر لکھا گیا ہے کہ ایسے مقامات پر جزم لکھا ہوا ہوتا ہے ۱۲ منہ

نہیں گرتا، اس کو ہمزہ اصلی اور قطعی[1] کہتے ہیں، دوسرے وہ ہمزہ جو کسی حرف یا کلمہ کے ملانے سے گر جاتا ہے ایسے ہمزہ کو وصلی اور عارضی[2] کہتے ہیں، یہ ہمزہ ہمیشہ کلمہ کے شروع میں آتا ہے، جو شخص عربی نہیں جانتا، اس کو اصلی اور وصلی میں تمیز نہیں ہو سکتی، اور نہ میری نظر سے ان کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ گذرا ہے۔

# صفات عارضہ[1] کا بیان

صفات عارضہ میں کسی نہ کسی روایت کی پابندی ضروری ہے، اور چونکہ عموماً حفص رحمۃ اللہ علیہ کے متبع زیادہ ہیں، اس لئے ہم انہی کے موافق صفات عارضہ کے قواعد بیان کریں گے، پس اگر کسی نے صفات عارضہ نہ ادا کیا، تو لحن کے علاوہ دوسری غلطی یہ ہوگی کہ روایت کے خلاف ہوگا۔

چونکہ صفات عارضہ میں چند باتیں بہ کثرت آتی ہیں، اس وجہ سے ان کو ذیل میں بیان کرتا ہوں تاکہ ان کو اچھی طرح سمجھ لو۔

حرکت[2]: زبر، زیر، پیش کو کہتے ہیں اور جس حرف پر حرکت ہو، اس حرکت کو مُتحرِّک کہتے ہیں۔

---

۱۔ جیسے بانّہ کا ہمزہ جو حالت وصل میں نہیں گرتا ۲۔ جیسے باللّٰہ کا ہمزہ جو حالت وصل میں گر جاتا ہے

(۱) صفت عارضہ کی دو قسمیں ہیں (۱) عارض بالصفت (۲) عارض بالحرف: عارض بالصفت جو کسی صفت لازمہ کی وجہ سے پیدا ہو جیسے حرف کا پُر ہونا بوجہ استعلاء وغیرہ۔ عارض بالحرف: جو کسی دوسرے حرف کے ملنے کی وجہ سے پیدا ہو جیسے اخفاء و ادغام وغیرہ کا ہونا مثلاً من قبل، من یقول وغیرہ ۱۲

(۲) جو آواز کسی حرف پر قصداً ادا کی جاتی ہے اس کو حرکت کہتے ہیں حرکت کو خوب صاف طور پر ادا کرنا چاہئے اگر حرکت میں کمی ہوگئی یا حرکت مجہول ہوگئی یا حرکت ایک دوسرے سے مشابہ ہوگئی تو لحن خفی ہوگی۔

ضمہ : پیش کو کہتے ہیں اور جس حرف پر ضمہ ہو اس حرف کو مَضْمُوْم کہتے ہیں۔

فتحہ : زبر کو کہتے ہیں اور جس حرف پر فتحہ ہو اس حرف کو مفتوح کہتے ہیں۔

کسرہ : زیر کو کہتے ہیں اور جس حرف پر کسرہ ہو اس حرف کو مَکْسُوْر کہتے ہیں۔

تنوین[1] : دو زبر، دو زیر، دو پیش کو کہتے ہیں اور جس حرف پر تنوین ہو اس حرف کو منوّن کہتے ہیں۔

چونکہ یہ اداءً نون ساکن[2] ہے، اس وجہ سے بحالت وصل یہ نون

---

ضمہ : دونوں ہونٹوں کے ملنے اور گول ہونے سے ادا ہوتا ہے جیسے اَلْحَمْدُ کی دال ادا کرنے میں۔
فتحہ : منہ اور آواز کے کھلنے سے ادا ہوتا ہے جیسے قَالَ کے لام ادا کرنے میں۔
کسرہ : منہ اور آواز کے دبنے سے ادا ہوتا ہے جیسے اَلْمَغْضُوْبِ کی با ادا کرنے میں، اگر ضمہ میں دونوں ہونٹ نہ ملے اور کسرہ میں منہ اور آواز دبی ہوئی نہ معلوم ہو تو وہ حرکت مجہول ہو جائے گی جو کہ غلطی ہے ۱۲
حرکت کی دو قسمیں ہیں : حرکت اصلی، حرکت عارضی
جس حرف پر پہلے سے حرکت ہو اس کو حرکت اصلی کہتے ہیں جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے ہمزہ کی حرکت اگر کسی ساکن حرف کے ادا کرنے کے لئے ابتدا میں یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے کلمہ کے آخر ساکن حرف پر حرکت دی جائے اس کو حرکت عارضی کہتے ہیں جیسے اَلْحَمْدُ کے ہمزہ پر اور اَنْذِرِ النَّاس کی را پر جو حرکت ہے۔
جس طرح حرف کی دو قسمیں ہیں : حرف اصلی اور حرف فرعی اسی طرح حرکت کی بھی دو قسمیں ہیں : حرکت اصلیہ، حرکت فرعیہ۔ جس حرکت میں کسی دوسرے حرکت کا اختلاط نہ ہو اس کو حرکت اصلیہ کہتے ہیں وہ تین ہیں : فتحہ، ضمہ، کسرہ۔ جس حرکت میں کسی دوسرے حرکت کا اختلاط ہو اس کو حرکت فرعیہ کہتے ہیں حفص علیہ الرحمہ کی روایت میں صرف ایک ہی حرکت ہے فتحہ ممالہ ۱۲

(۱) دو زبر کے دوسرے زبر دو زیر کے دوسرے زیر دو پیش کے دوسرے پیش کو تنوین کہتے ہیں کتاب میں جو تعریف کی گئی ہے وہ مبتدیوں کے سمجھانے کے لئے ہے ۱۲ منہ

(۲) صرف اسما اور رسما فرق ہے حکماً دونوں ایک ہیں۔

ساکن کے حکم میں ہے۔

تشدید: حرف کو ساکن پڑھ کر اس کو فوراً متحرک کرنا جیسے عَنَّا وغیرہ

ساکن: جس حرف پر سکون (جزم) ہو، جیسے عَنْ وغیرہ

تنبیہ: صفات عارضہ کے متعلق تین قسم کے بیانات ہونگے اور ہر ایک کا حکم علیٰحدہ علیٰحدہ بیان ہوگا۔

## پہلا بیان[1]

### حروف کے پُر اور باریک پڑھنے کا

پُر حرف کا مطلب یہ ہے کہ حرف موٹا پڑھا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ حرف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف اٹھے، پُر حرف کو ہونٹ سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے حروف ہمیشہ پُر پڑھیں جائیں گے اگرچہ ان حرفوں پر زیر ہی کیوں نہ ہو جیسے قِتَال اور خَالِقٌ کا قاف۔

تنبیہ: ا، ل، ر، کبھی پُر اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں، اس لئے اس کے قواعد کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

(۱) یہاں سے عارض بالصفت کا بیان شروع ہو رہا ہے یعنی حرفوں کے پُر اور باریک کا بیان۔ حرف کا پُر ہونا بوجہ صفت استعلاء اور باریک ہونا بوجہ صفت استفال ہے۔ الف، لام، را، واو غیر مستقل پُر ہوتے ہیں اور حروف استعلاء (خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ) مستقل پُر ہوتے ہیں دونوں کا پُر ہونا عارض ہے یعنی عارض بالصفت البتہ صفت استعلاء دونوں کے لئے لازم ہے صرف مستقل اور غیر مستقل کا فرق ہے ۱۲

۲۔ الف سے پہلے پُر حرف[۱] ہوگا، توالف[۲] بھی پُر ہوگا، جیسے قَالَ وغیرہ ورنہ باریک پڑھا جائے گا جیسے حَالَ وغیرہ۔

۳۔ لفظ اللہ سے پہلے فتحہ یا ضمہ ہوگا تواللہ کالام پُر ہوگا جیسے نَاقَــةُ اللّٰـهِ اور مِنَ اللّٰـهِ اور اگر قبل کسرہ ہوگا، تو لام باریک پڑھا جائیگا جیسے بِسْمِ اللّٰـهِ وغیرہ (اور را کے پُر پڑھنے کے کئی قاعدے ہیں) اس لئے نمبر

(۱) پُر حروف یہ ہیں: خا، صاد، ضاد، طا، ظا، غین، قاف، را، لام اللہ ما قبل زبر، پیش کی حالت میں۔

(۲) ایک صاحب جن کا اسم گرامی قاری محمد علی عرف محمد عبد المنان ابن آغا شجاعت علی جہانگیر نگری مشہور شہر ڈھاکہ ہیں، انہوں نے اپنی لاعلمی کی بنا پر نہیں، بلکہ اپنی تحقیق اور تردید کی بنا پر اپنی کتاب مفید القاری میں تفخیم الف کے بابت جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بعینہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔
"جاننا چاہئے کہ الف جس کو مدہ کہتے ہیں جب حرف تفخیم کے بعد آوے تو خوب خیال رکھے کہ حرف پُر کے ساتھ الف نہ پُر ہو جائے، جیسا کہ خالدین اور صالحین وغیرہ میں کیونکہ عاجز نے کسی معتبر کتاب میں نہیں دیکھا، اگر کسی صاحب کی نظر میں پڑے اور معتبر بھی ہو تو عاجز کو دکھادیں اور عمل میں بھی لادیں، بشرطیکہ عاجز زندہ رہے، ورنہ اس کتاب میں لکھدیں.........الخ اب معلوم نہیں قاری صاحب موصوف زندہ ہیں یا نہیں اور مفید القاری کے ہر نسخوں میں لکھنا میرے امکان میں نہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب میں اس کی عبارت نقل کر کے تفخیم الف کے متعلق کچھ لکھ دوں تاکہ ناظرین کو اُلجھن نہ ہو۔
الف کا پُر ہونا درایۃً اور روایۃً دونوں طرح محقق ہیں چنانچہ خلاصۃ البیان میں ہے "فالالف تابع لما قبلہ فی الصفۃ کمافی الذات اس سے درایت کا بھی حال معلوم ہو گیا اور فوائد مکیہ میں ہے کہ الف سے پہلے پُر حرف ہوگا توالف بھی پُر ہوگا اس کے علاوہ کتاب الرعایۃ صفحہ ۲۵ کی مختصر عبارت نقل کرتا ہوں "ومثلها فى التفخيم فى كثير من الكلام الراء والالف واللام نحو ربكم" الخ یہ کتاب سنہ ٤٢٠ھ کی مطبوعہ ہے اورنشر میں ہے، واما الالف فالصحيح انها لا توصف بترقيق ولا تفخيم بل يحسب ما يتقدمها فانها تتبعه ترقيقا وتفخيما...........واما بعض المتاخرين وعلى ترقيقها بعد الحرو المفخّمة فهو شئ وهم فيه ولم يسبقه اليه احد.........................اعلم ايها القارى ان من انكر تفخيم الالف فانكاره اما صادره عن جهله او التمسك ببعض الكتب التجويد التى اهمل مصنفوها فيها التصريح بذكر تفخيم الالف فعليك الرجوع الى كتبه المعتبرة والاجتناب عن مثل ذلك الهفوات" ۱۲ منہ

(۳) خواہ ما قبل والے حرف کی تفخیم مستقل ہو جیسے قَـالَ وغیـرہ یا تفخیم غیر مستقل ہو جیسے ذِكْـرَىٰ وغیرہ یا پُر حرف کے بعد الف عارضی ہو (یعنی وقفاً ہو) جیسے رَهَقًا سے رَهَقَا كَثِيْرًا سے كَثِيْرَا وغیرہ

فائدہ: اسی طرح واو مدہ بھی پُر ہوگا حرف مفخم کے بعد آنے سے جیسے وَالطُّوْرِ وغیرہ

وار لکھے جاتے ہیں۔

(۱) را پر فتحہ یا ضمہ ہوگا، تو را پُر ہوگی جیسے رَیْب، رُزِقُوْا[1]

(۲) را ساکن سے پہلے ضمہ یا فتحہ ہو تو را پُر ہوگی، جیسے قُرْاٰن، بَرْق[2]

(۳) را مشدد پر ضمہ یا فتحہ ہو تو را پُر ہوگی، جیسے مِنْ رَّبِّكُمْ، مِنْ رُّوْحِنَا[3]

(۴) رائے ساکن سے پہلے کسرہ ہو اور اس را کے بعد کوئی پُر حرف اسی کلمہ میں ہو تو ایسی را پُر ہوگی جیسے فِرْقَةٌ[4] لیکن فِرْق میں پُر اور باریک دونوں جائز ہیں (۵) را ساکن سے پہلے کسرہ عارضی (یعنی کسی وجہ سے آیا) ہو تو را پُر ہوگی جیسے اِرْجِعُوْا، اِرْكَبْ (۶) را ساکن سے پہلے کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو تو را پُر ہوگی جیسے اَلَّذِیْ ارْتَضٰی (۷) جو را متحرکہ یا مشددہ وقف کی وجہ سے ساکن ہو تو وہ را ساکنہ کے حکم میں ہے پس اگر را موقوفہ سے پہلے ی ساکن ہو تو را باریک ہوگی، اگر چہ اس کے قبل زبر ہی کیوں نہ ہو، جیسے خَیْر وغیرہ غرض کہ را موقوفہ سے پہلے اگر ساکن ہو تو تیسرے حرف کی حرکت کے لحاظ سے حکم دیا جائے گا مگر قبل کسرہ اور یا ساکنہ کی صورت میں ترقیق[6] (باریک) ہوگی۔

**فائدہ:** حروف مستعلیہ اور ا، لؔ، رؔ، کے علاوہ تمام حروف ہمیشہ باریک پڑھے جائیں گے۔

---

(۱) اگر زیر ہو تو باریک ہوگی جیسے رِزْقًا (۲) اگر زیر اصلی ہو تو باریک ہوگی جیسے فِرْعَوْن

(۳) اگر زیر ہو تو باریک ہوگی جیسے بِالْبِرِّ (۴) اگر پُر حرف دوسرے کلمہ میں ہو تو باریک ہوگی جیسے وَاصْبِرْ صَبْرًا

(۵) قاف کی وجہ سے را پُر اور بین الکسرتین کی وجہ را باریک ہوگی۔

(۶) جیسے اَلسِّحْر، قَدِیْر، خَیْر وغیرہ اور اگر فتحہ و ضمہ ہو تو را پُر ہوگی جیسے اَلْقَدْر، اَلنُّوْر

# دوسرا بیان[1]

## مَدّ کے متعلق

**تعریف مد**: حرف مد کو اس کے اصلی مقدار سے (روایت کے موافق) کسی معین حد تک بڑھانا، اسی کو مَدّ یا مد فرعی کہتے ہیں۔

**محل مَدّ**: یعنی جن حرفوں پر مد ہوتا ہے وہ دو قسم پر ہیں: حروف مدّہ، حروف لین۔ حروف مدّہ تین ہیں: واؤ، یا، الف۔

۱۔ واؤ ساکن ما قبل مضموم ہو تو اس واؤ کو واو مدّہ کہتے ہیں۔ جیسے قَالُوْا وغیرہ۔

۲۔ یا ساکن ما قبل مکسور ہو تو اس یا کو یا مدّہ کہتے ہیں جیسے بَنِیْ اِسْرَائِیْل۔

۳۔ الف ہمیشہ مدّہ ہوتا ہے (یعنی الف ہمیشہ ساکن ما قبل مفتوح ہوتا ہے) جیسے مَا و لَا یہ تینوں حروف نُوْحِیْهَا اور اُوْتِیْنَا میں جمع ہیں اور حروف لین دو ہیں: واؤ اور یا، جب کہ یہ دونوں ساکن ما قبل مفتوح ہو جیسے خَوْف، خَیْر۔

---

(۱) یہاں سے صفات عارضہ کی دوسری قسم یعنی عارض بالحرف کا بیان شروع ہو رہا ہے یہ دو طریقے سے واقع ہوتے ہیں ایک حالت وصل میں مثلاً مد و اخفا و ادغام وغیر ھم جیسے مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ، مَنْ یَّقُوْلُ وغیرہ دوسرا حالت وقف میں جیسے وقف اسکان و ابدال وغیرہ
حالت وصل کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک کلمہ میں ہو مثلاً مد متصل جیسے شَآءَ یا ادغام و اخفا وغیرہ ایک کلمہ میں ہو جیسے بَسَطْتَّ، یَنْشُرُ وغیرہ

**سببِ مدّ**: یعنی جس وجہ سے مدّ[1] ہوتا ہے وہ دو ہیں: ہمزہ اور سکون: حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا سکون آنے کی وجہ سے مد ہوتا ہے اور حرفِ لین کے بعد محض سکون آنے کی وجہ سے مدّ ہوتا ہے۔

**اقسامِ مد**: حروفِ مدّہ میں جو مد ہوتا ہے اس کی چار قسمیں ہیں: مدِ متصل[1]، مدِ منفصل[2]، مدِ لازم[3]، مدِ عارض[4]۔

۱۔ حرفِ مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو تو اس مد کو مدّ متصل کہتے ہیں جیسے سَوَآءٌ، سُوْٓءٌ، سِیْٓئَ۔

۲۔ حرفِ مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو اس مد کو مد منفصل کہتے ہیں جیسے مَآ اُنْزِلَ وغیرہ۔

۳۔ حرفِ مد کے بعد سکون عارض ہو تو اس مد کو مدّ عارض کہتے ہیں جیسے نَسْتَعِیْنْ، یَعْلَمُوْنْ حالتِ وقف میں۔

۴۔ حرفِ مد کے بعد سکون لازم ہو تو اس مد کو مدّ لازم کہتے ہیں جیسے آٰلْئٰنَ اور دَآبَّۃ وغیرہ۔

وجوہ مد میں سے مدِ متصل اور مدِ منفصل میں توسط ہے جس کی مقدار دو ڈھائی، چار الف ہے اور مدِ عارض میں طول، توسط، قصر، (یعنی ترکِ مد) تینوں وجوہ جائز ہیں، مگر طول اولیٰ ہے، مدِ عارض میں توسط کی مقدار، دو اور تین الف ہے اور طول کی مقدار کشش تین اور پانچ الف

---

بقیہ صفحہ ۲۵ (۲) دو کلمے میں ہوں مثلاً مد منفصل جیسے بِمَآ اُنْزِلَ یا ادغام و اخفاد غیرہ جیسے مَنْ یَّقُوْلُ، مِنْ قَبْلُ وغیرہ عارض بالحرف یہ دو کلمے میں ہوں تو وقف کی حالت میں اصلی حالت کے ساتھ ادا کریں گے یعنی قصر و اظہار۔ ۱۲

(۱) مد فرعی ہوتا ہے ۱۲

ہے، ان تینوں وجہوں میں سے جس کو چاہیں، اختیار کریں، اور مد لازم میں صرف طول ہے جس کی مقدار تین الف اور پانچ الف ہے۔

**فائدہ:** مد لازم کی بلحاظ محل اور سبب چار قسمیں ہیں یعنی سکون تشدید کے ساتھ ہوگا، یا بلا تشدید کے ہوگا اور محل کوئی کلمہ ہوگا، یا حروف مقطعات میں سے وہ حرف ہوگا جو تہجی کے وقت ثلاثی الحروف (تین حرفوں والا ۱۲) اور بیچ والا حرف مدہ ہوگا، ان چار قسموں کے نام یہ ہیں۔ کلمی مثقل، کلمی مخفف، حرفی مثقل، حرفی مخفف۔

۱۔ کلمہ میں حرف مد کے بعد سکون لازم تشدید کے ساتھ ہو تو اس کو کلمی مثقل کہتے ہیں جیسے کآفّۃ وغیرہ

۲۔ کلمہ میں حرف مد کے بعد سکون لازم بلا تشدید ہو، تو اس کو کلمی مخفف کہتے ہیں۔ جیسے آلْـٰٔنَ (۱)

۳۔ حروف مقطعات کے ایسے حرف کے بعد سکون تشدید کے ساتھ ہو جو ثلاثی الحروف اور بیچ والا حرف مدہ ہو تو اس کو حرفی مثقل کہتے ہیں۔ جیسے الٓمّٓ، کا لامّ۔ (۲)

۴۔ حروف مذکورہ کے بعد سکون بلا تشدید ہو تو اس کو حرفی مخفف کہتے ہیں جیسے صٓ وغیرہ اور حرف لین میں جو مد ہوتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حرف لین کے بعد سکون لازم ہو تو اس کو مد

---

(۱) مد لازم کلمی مخفف صرف اسی کلمہ میں ہے حالت ابدال میں اور تسہیل کی حالت میں مد نہیں ہوگا (مد اصلی بھی نہیں ہوگا) ۱۲

(۲) مد لازم حرفی مثقل الٓمّٓ کے لام میں ہر جگہ اور الٓمّٓر کے لام میں اور الٓمّٓص کے لام میں صرف ایک جگہ اور طٰسٓمّٓ کے سین میں دو جگہ ہے ۱۲ فائدہ: طٰہٰ کے مثل میں مد اصلی ہوگا

لین لازم کہتے ہیں جیسے عین سورہ مریم اور سورہ شوریٰ میں، دوسرے یہ کہ حرف لین کے بعد سکون عارض ہو تو اس کو مد لین عارض کہتے ہیں جیسے خَوْفْ، شَیْئ (وغیرہا حالت وقف میں)

مد عارض کی طرح مد لین عارض میں بھی تینوں وجوہ جائز ہیں فرق اتنا ہے کہ مد عارض میں طول اولیٰ ہے اس کے بعد توسط پھر قصر، اور مد لین عارض میں قصر اولیٰ ہے اس کے بعد توسط کا مرتبہ ہے پھر طول کا ہے۔

احکام مد: یہ تین قسم پر ہے، واجب، جائز، لازم، مد متصل میں مد واجب ہے اور مد منفصل و مد عارض میں مد جائز ہے یعنی اس میں قصر بھی جائز ہے اور مد لازم میں مد لازم ہے اور مد لین لازم و مد لین عارض میں بھی مد جائز ہے۔

فائدہ: جب مد متصل پر وقف کیا جائے گا تو سکون عارض کی وجہ سے مد عارض بھی پیدا ہوگا، مگر اس میں صرف توسط اور طول جائز ہے جیسے السُّفَهَاءُ وغیرہ حالت وقف میں، مد عارض کا خیال کرکے قصر اس وجہ سے جائز نہیں کہ سبب اصلی کا الغا (لغو کرنا ۱۲) اور سبب عارض کا ابقا (باقی رہنا ۱۲) لازم آئے گا۔

تنبیہ: مدود میں مساوات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں کم اور کہیں زیادہ نہ ہو یعنی ایک قسم کے اگر کئی مد جمع ہوں تو پہلے مد میں جس وجہ کو اختیار کیا ہے اسی کو بقیہ مدود میں باقی رکھنا چاہئے اور اگر ایک قسم کے مد نہ

(۱) اس میں طول اَولیٰ ہے ۱۲

ہوں تو مد ضعیف کو مد قوی پر ترجیح نہ دینا چاہئے، دوسرے یہ کہ حرف مد کے بعد سکون دوسرے کلمہ میں آئے گا تو حرف مد نہ پڑھا جائے گا[1] جیسے فِي الْاَرْضِ، قَالُواالْحَمْد، قَالاَ الْحَمْـــد۔

اس بیان میں چند باتیں یہ بیان کی گئیں ہیں، تعریف مد، محل مد، سبب مد، اقسام مد، احکام مد، وجوہ مد، کیفیت مد، مقدار مد ہر ایک کو آسانی سے سمجھنے کے لئے نقشہ میں بتایا جاتا ہے۔

| نمبرشمار | اقسام مد فرعی | محل مد | سبب مد | احکام مد | وجوہ مد | مقدار مد | امثال مد | احوال مد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | مد متصل | حرف مد | ہمزہ متصلہ | واجب | توسط | ۲۔۲½۔۴ الف | شَـآءَ | ہمزہ ساکن ہونے سے طول بھی جائز ہے |
| ۲ | مد لازم | حرف مد | سکون لازم و تشدید | لازم | طول | ۳۔۵ الف | آلْئٰن، دَآبَّۃ | |
| ۳ | مد منفصل | حرف مد | ہمزۂ منفصلہ | جائز | توسط | ۲۔۲½۔۴ | مَا اُنْـزِلَ | حرف مد پر وقف ہونے سے قصر ہوگا |
| ۴ | مد عارض | حرف مد | سکون عارض | جائز | طول توسط قطر | ۳۔۵ ۲۔۳ | نَسْتَعِيْنُ | وجوہ کی ترتیب بلحاظ اولویت ہے |
| ۵ | مد لین لازم | حرف لین | سکون لازم | جائز | طول توسط قصر | مذکورہ سوائے ترک مد | عَيْـنْ | یہ لفظ قرآن کریم میں دو ہی جگہ آیا ہے |
| ۶ | مد لین عارض | حرف لین | سکون عارض | جائز | قصر توسط طول | // | خَوْفٌ | اولویت کے لحاظ سے ترتیب ہے |

(۱) حالت وقف میں پڑھا جائے گا جیسے فِی الارض سے فِی وغیرہ

# تیسرا بیان

## اظہار، ادغام اور اخفاء وغیرہ کی تعریف اور احکام میں

پہلے یہ معلوم کرلینا چاہئے کہ قرآن کریم پڑھنے میں حرفوں کے قُرب اور بُعد کے لحاظ سے تین احکام ثابت ہیں۔
نزدیکی ۱۲ دوری ۱۲

(۱) اگر دو حروف ایک جگہ ایسے جمع ہوں جن کا مخرج دور دور ہو تو پہلے حرف کا اظہار ہوتا ہے۔ (۲) اگر دونوں کا مخرج ایک ہو یا قریب قریب ہو تو پہلے حرف کا ادغام ہوتا ہے (۳) اگر دونوں حرفوں کے مخرج میں کچھ قُرب اور کچھ بُعد ہو تو پہلے حرف کا اخفا ہوتا ہے۔

اظہار: حرف کی اصلی حالت کو بلا کسی تغیر کے ادا کرنے کو اظہار کہتے ہیں (یعنی حرف کو اس کے مخرج اور صفات لازمہ کے ساتھ ادا کرنا اور بس) اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں کبھی غنہ نہیں کیا جاتا۔ (حرف غنہ)

ادغام: پہلے حرف ساکن کو دوسرے حرف متحرک سے بدل کر مشدد پڑھنے کو ادغام کہتے ہیں جیسے قَالَتْ طَآئِفَـةٌ کہ بعد ادغام قَالطَّآئِفَـةٌ پڑھا جائے گا، اس میں کبھی غنہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

تنبیہ: ادغام کی تعریف سے تم اتنا سمجھ گئے ہوگے، کہ ادغام دو

(۱) اظہار تجوید میں اصل ہے یہ عارض بالحرف کی قسموں میں سے نہیں ہے اخفا ادغام وغیرہ کے سمجھنے کی وجہ سے اظہار کو یہاں بیان کردیا گیا ہے۔ (۲) ادغام کی دو قسمیں ہیں: ادغام صغیر، ادغام کبیر
مدغم اور مدغم فیہ دونوں متحرک ہوں تو ادغام کبیر کہتے ہیں جیسے جَعَلَ لَكُمْ وغیرہ یہ قرأت سبعہ میں بروایت سوسی ہے۔
مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو تو ادغام صغیر کہتے ہیں جیسے اِذْ ذَّهَبَ وغیرہ یہاں ادغام صغیر ہی مراد ہے
(۳) مَنْ یَّقُوْلُ جیسے کلمات میں حرف غنہ ہوگا۔ مِنْ رَّبِّهِمْ جیسے کلمات میں غنہ نہیں ہوگا۔

حرفوں میں ہوتا ہے جن میں کا پہلا حرف ساکن ہوتا ہے اور دوسرا متحرک۔ پہلے حرف کو مدغم کہتے ہیں اور دوسرے حرف کو مدغم فیہ۔

مدغم اور مدغم فیہ کے حروف اگر ایک ہی قسم کے ہوں تو اس ادغام کو ادغام مثلین[1] کہتے ہیں جیسے اِذْ ذَّهَبَ وغیرہ۔ اور اگر ان دونوں حرفوں کا مخرج ایک ہو تو اس کو ادغام متجانسین کہتے ہیں جیسے یَلْهَثْ ذٰلِكَ وغیرہ اور اگر دونوں حرفوں کا مخرج قریب قریب ہو تو اس کو ادغام متقاربین کہتے ہیں جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ کہ ق اور ك کا مخرج قریب قریب ہے پھر ادغام کی دو قسمیں[2] ہیں تام اور ناقص کیونکہ اگر مدغم بالکل مدغم فیہ کی جنس سے ہو جائے تو وہ ادغام تام کہلاتا ہے جیسے قُل رَّبِّ کہ لام را، سے بدل جاتا ہے اور اگر مدغم بالکل مدغم فیہ کی طرح نہ ہو جائے بلکہ اس کی کوئی صفت باقی رہے تو اس کو ادغام ناقص کہتے ہیں جیسے بَسَطْتُ اور اَحَطْتُ کہ طا تا سے نہیں بدلتا۔

**فائدہ :** قرآن کریم میں جہاں ادغام ہوتا ہے، ادغام تام ہوتا ہے البتہ جب کہ نون ساکن اور تنوین کا ادغام واؤ اور یا میں ہو تو ادغام ناقص ہوگا کیونکہ صفت غنہ باقی رہے گی اسی طرح جب طا، کا ادغام تا، میں ہوگا تو صفت اطباق باقی رہنے کی وجہ سے ناقص ہوگا اور اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں تام اور ناقص دونوں جائز ہیں مگر تام اولیٰ ہے۔ ۱۲ بھر

**اخفاء :** اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت کو اخفا کہتے ہیں یعنی

(۱) یہ ادغام کی تینوں قسمیں ادغام مثلین، ادغام متجانسین، ادغام متقاربین باعتبار محل ہیں۔
(۲) یہ ادغام کی دونوں قسمیں ادغام تام، ادغام ناقص باعتبار کیفیت ہیں

نون ساکن کو چھپا کر اور میم ساکن کو ضعیف کر کے پڑھنا جیسے مِنْ قَبْل اور اَمْ بِہٖ وغیرہما۔ اخفا کا حکم یہ ہے کہ اس کے لئے غنہ لازم ہے یعنی جب اخفا ہوگا تو غنہ کے ساتھ ہوگا اور غنہ کا مخرج خیشوم (ناک کا بانسہ) ہے جس کی مقدار ایک الف کے برابر ہے لیکن اس غنہ کو صفت لازمہ یا صفت عارضہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ یہ حرف فرعی کہلاتا ہے۔

**اقلاب (قلب)**: نون ساکن اور تنوین کو میم ساکن سے بدل کر پڑھنے کو اقلاب اور قلب کہتے ہیں جیسے مِنْ بَعْد اور اَلِیْمٌ بِمَا وغیرہما۔ اقلاب[1] میں حقیقتاً اخفا ہوتا ہے اس لئے اقلاب کے لئے بھی غنہ لازم ہے۔

## نون ساکن اور تنوین کے احکام

نون ساکن اور تنوین کے چار احکام ہیں: اظہار، ادغام، اقلاب، اخفاء

۱۔ جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقیہ میں سے کوئی حرف آتا ہے تو اظہار ہوتا ہے جیسے مِنْهُمْ اور عَذَابٌ اَلِیْم۔

۲۔ جب نون ساکن اور تنوین کے بعد یَرْمَلُوْن میں کا کوئی حرف آتا ہے تو ادغام ہوتا ہے جیسے مِنْ وَّال اور مِنْ لُّغُوب مگر جب کہ ایک ہی کلمہ میں نون ساکن کے بعد یَرْمَلُوْن میں سے کوئی حرف آئے گا، تو ادغام[2] نہ ہوگا، جیسے دُنْیَا، قِنْوَان، بُنْیَان، صِنْوَان، پورے قرآن

(۱) اقلاب کے بعد میم ساکن کا قاعدہ جاری ہوگا یعنی میم ساکن کے بعد با آتا ہے تو اخفا ہوتا ہے جیسے اَمْ بِہٖ اسی طرح مِنْ بَعْد میں اقلاب کے بعد اخفا ہوگا۔

(۲) تاکہ ادغام سے مضاعف کے ساتھ التباس نہ ہو جیسے صِنْوَان سے صِوَّان نہ ہو جائے۔ مضاعف اس کو کہتے ہیں کہ اس کے اصولی حرفوں میں سے کوئی سا حرف مکرر آئے جیسے صِوَّان وغیرہ ۱۲

میں ایسے کلمات صرف یہی چار ہیں۔

**فائدہ:** اس ادغام کی دو قسمیں ہیں ا ایک ادغام مع الغنہ، دوسرے ادغام بلا غنہ۔

**ادغام مع الغنہ:** غنہ کے ساتھ ادغام اس وقت ہوگا، جب کہ نون ساکن یا تنوین کے بعد یَنْمُوْ کے حروف میں سے کوئی حرف آئے گا جیسے مَنْ یُّرِیْدُ اور عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ۔

**ادغام بلا غنہ:** بغیر غنہ کے ادغام اس وقت ہوگا جب کہ نون ساکن یا تنوین کے بعد لام، یا را، آئے جیسے مِنْ رَّبِّکُمْ اور غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

۳۔ جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حرف با، آئے تو اقلاب ہوتا ہے، جیسے مِنْ بَعْدِ اور عَذَابٌ بَعِیْدٌ۔

۴۔ جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی اور یَرْمَلُوْنَ اور با کے علاوہ کوئی حرف آئے گا تو اخفا ہوگا، جیسے مِنْ قَبْلُ اور عَذَابٌ شَدِیْدٌ

**ضروری تنبیہ:** اگر نون ساکن یا تنوین کا وصل ساکن حرف سے ہوگا تو ادغام نہ ہوگا بلکہ نون ساکن کو حرکت کسرہ[1] کی دی جائے گی جیسے اِنِ ارْتَبْتُمْ اور مُرِیْبِ نِ الَّذِیْ وغیرہ، اس تنوین مکسور کو نون تنوین اور نون قطنی کہتے ہیں، قرآن کریم میں ایسے مقامات پر بجائے تنوین کے چھوٹا سا نون مکسور لکھدیتے ہیں اگر یہ نہ بھی لکھا ہو تو تب بھی اس قاعدہ

---

(۱) صرف مِنْ جارہ کے نون ساکن کو ہر جگہ فتحہ کی حرکت دی جائے گی جیسے مِنَ اللّٰہِ ونحوہ ۱۲ منہ

فائدہ: الٓمّٓ، اللّٰہ کے میم کو بھی حالت وصل میں حرکت فتحہ کی دی جائے گی اور میم جمع کے میم کو ضمہ کی حرکت دی جائے گی۔ جیسے الف لآم میمَ اللّٰہ، عَلَیْہِمُ الْقِتَالُ

کے موافق پڑھنا چاہیے، پس اگر کوئی قاری قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدُ نِ اللّٰهُ الصَّمَدُ حالت وصل میں نون قطنی کے ساتھ پڑھتا ہے تو تعجب نہ کرنا چاہیے۔

# میم ساکن کے احکام

میم ساکن کے تین احکام ہیں: ادغام، اخفا، اظہار

۱۔ جب میم ساکن کے بعد میم آئے تو ادغام ہو گا جیسے اَمْ مَّنْ وغیرہ

۲۔ جب میم ساکن کے بعد با آئے تو اخفا ہو گا، جیسے وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وغیرہ اس اخفا کو اخفا شفوی کہتے ہیں لیکن اس میں اظہار بھی جائز ہے۔[1]

۳۔ جب میم ساکن کے بعد میم اور با کے علاوہ کوئی حرف آئے گا تو اظہار ہو گا جیسے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا، اس اظہار کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

فائدہ: جب لام تعریف کے بعد حروف قمریہ (اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ) میں سے کوئی حرف آئے گا تو لام کا اظہار ہو گا، جیسے وَالْقَمَرُ وغیرہ اور اگر ان حرفوں کے علاوہ کوئی حرف آئے گا تو لام کا ادغام ہو گا یعنی اس کو نہ پڑھا جائے گا،[2] جیسے وَالشَّمْسُ وغیرہ ان بقیہ

(۱) بطریق جزری علیہ الرحمہ

(۲) یعنی لام تعریف کا جن حرفوں میں ادغام ہو گا اس لام کو (مدغم کو) اس حرف کے (مدغم فیہ کے) جنس سے کر کے مشدد پڑھا جائے گا۔ جیسے اَلشَّمْس میں لام کی جگہ شین مشدد پڑھیں گے۔ ۱۲

حرفوں کو حروف شمسیہ[1] کہتے ہیں۔

## وقف اور سکتہ کے احکام

وقف: کسی کلمہ کے آخر پر سانس توڑ کر ٹھہرنے کو وقف کہتے ہیں، اس کے چار طریقے ہیں:

۱۔ وقف کرتے وقت کلمۂ متحرکہ کو ساکن کر دیا جائے اس کو وقف بالاسکان کہتے ہیں۔

۲۔ وقف کرتے وقت تنوین مفتوح کو الف سے اور گول تا (ۃ) کو ہا ساکنہ سے بدل دیا جائے، جیسے عَلِيْمًا سے عَلِيْمَا اور نِعْمَةٌ سے نِعْمَهْ اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔

۳۔ وقف کرتے وقت حرف موقوف کی تہائی حرکت ادا کی جائے جیسے هُدًى اور دِفْءٌ، اس میں نہ تو پوری حرکت معلوم ہو اور نہ تنوین ظاہر ہو، اس کو وقف بالروم کہتے ہیں۔

۴۔ وقف کرتے وقت حرف موقوف کو ساکن ادا کرنے کے بعد ہونٹوں سے اس کی حرکت کی طرف اشارہ کیا جائے تو اس کو وقف بالاشمام کہتے ہیں۔ (ایک طریقہ وقف کا یہ بھی ہے کہ موقوف علیہ ساکن ہو تو صرف

---

(۱) حروف شمسیہ یہ ہیں: تا، ثا، دال، ذال، را، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طا، ظا، لام، نون، یہ چودہ ہیں حروف قمریہ بھی چودہ ہیں الف لام ساکن کے بعد آتا ہی نہیں لام تعریف کا ادغام حروف شمسیہ میں لام کے علاوہ تمام حرفوں میں ادغام متقاربین ہوگا لام میں مثلین۔

فائدہ: اسی طرح نون ساکن اور تنوین کا ادغام يَرْمَلُوْن کے حرفوں میں نون کے علاوہ تمام حرفوں میں ادغام متقاربین ہوگا نون میں مثلین ہوگا ۱۲

سانس اور آواز توڑدی جائے) جیسے فَحَدِّثْ اس کو وقف بالسکون کہتے ہیں۔

**فائدہ :** وقف بالاسکان ہر حرکت میں ہوتا ہے اور وقف بالابدال صرف تنوین مفتوح اور گول تا (ۃ) میں ہوتا ہے اور وقف بالروم ، مضموم و مکسور میں ہوتا ہے اور وقف بالاشمام صرف مضموم میں اور وقف بالسکون موقوف علیہ ساکن میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد وقف کے متعلق چند مفید باتیں لکھی جاتی ہیں ان کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

ا۔ حتی الامکان علامت آیت ٥ پر وقف کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ، اس کے بعد جہاں علامت وقف ہو وہاں وقف کریں، علامات وقف پانچ ہیں : (۱) میم (م) یہ علامت وقف لازم کی ہے (۲) طا (ط) یہ علامت وقف مطلق کی ہے (۳) جیم (ج) یہ علامت وقف جائز کی ہے (۴) زا (ز) یہ علامت وقف مجوز کی ہے (۵) صاد (ص) یہ علامت وقف مرخّص کی ہے۔ علامات وقف کی رعایت اسی ترتیب سے ہونی چاہئے جس ترتیب سے لکھی گئی ہے۔

۲۔ اگر درمیان آیت میں کسی ایسی جگہ وقف کیا جہاں علامت وقف نہ ہو، تو اوپر سے لوٹا کر پڑھنا چاہئے اس طرح سے لوٹانے کو اعادہ کہتے ہیں، اور اگر موقوف علیہ کے بعد سے پڑھا جائے تو اس کو ابتدا کہتے ہیں۔

(۱) یہ پانچوں علامات وقف علامہ سجاوندی علیہ الرحمہ کے نزدیک ہیں
علامہ دانی علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی محل وقف کی چار قسمیں ہیں
وقف تام، وقف کافی، وقف حسن، وقف قبیح محقق فن علامہ جزری علیہ الرحمہ وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے۔

۳۔ اگر درمیان آیت میں لام الف (لا) لکھا ہو، اور اس جگہ اضطراراً وقف کرلیا گیا ہو، تو اعادہ کرنا چاہئے اور اگر آیت ۞ پر لام الف(۱) لکھا ہو تو وہاں وقف کرنے سے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

۴۔ اگر حروف موقوف سے پہلے سکون ہو تو موقوف کا سکون خوب صاف ادا ہونا چاہئے ورنہ حرف موقوف ظاہر نہ ہوگا، یا پہلے والا حرف بجاکن متحرک ہوجائے گا جیسے وَالْبَغْی اور مِنْ اَلْفِ شَهْرٌ وغیرہ وغیرہ اگر اس صورت میں وقف بالاسکان نہ ادا ہو تو وقف بالروم کرلیا جائے۔

۵۔ اگر حرف موقوف مشدّد ہو تو اس کو مثل وصل کے خوب جماؤ کے ساتھ ادا کرنا چاہئے، صرف حرکت اور سکون کا فرق ہوگا مگر تشدید میں کوئی نقصان نہ ہونا چاہئے، ورنہ مشدد کے بجائے مخفف ہوجائے گا جیسے بعض لوگ وَتَبَّ کو وَتَبْ پڑھ دیتے ہیں۔

موقوف مشدد کو جماؤ کے ساتھ ادا کرنے کی یہ صورت ہے کہ جس طرح وصل میں دو حرف کی تاخیر ہوتی ہے، وہی تاخیر حالت وقف میں کی جائے۔ جیسے مِنْهَا الْاَذَلَّ اور مُسْتَقَرٌّ البتہ نون اور میم مشددہ موقوفہ میں یہ تاخیر غنہ کے ساتھ بقدر ایک الف کے ادا ہوجائے گی، جیسے وَمَا فِيْهِنَّ اور وَلَاجَآنٌّ وغیرہما۔

۶۔ وقف کی حالت میں ہائے ضمیر کو مثلِ وصل کے نہ پڑھنا چاہئے جیسے لَہٗ کا واؤ اور بِہٖ کی یا، بلکہ وقف میں واؤ اور یا، کو حذف

(۱) جس کو وقف بالتشدید کہتے ہیں

کر کے ہائے ضمیر کو ساکن کر دینا چاہئے جیسے لَـهٗ اور بِـهٖ اسی طرح دو زیر اور دو پیش کی تنوین پر وقف نہ کرنا چاہئے بلکہ تنوین کو حذف کر کے حرف موقوف ساکن پڑھنا چاہئے جیسے[1] لَفِیْ خُسْرٍ اور عَـذَابٌ شَدِیْـدٌ۔

۷۔ جو حرف مد بوجہ اجتماع ساکنین بحالت وصل حذف ہو گیا ہو، وہ وقف کی حالت میں پڑھا جائے گا جیسے یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ میں تَرَی کے الف اور قَالُوا اللّٰھُمَّ میں، قَـالُـوْا کے واؤ اور فِی الْاَرْضِ میں فِیْ کی یا پر وقف[2] ہو گا۔

سکتہ : کسی کلمہ پر بغیر سانس توڑے ہوئے وقفہ کرنے کو سَکْتَـهٗ کہتے ہیں، مثلاً کسی آیت پر آواز اس طرح بند کریں کہ سانس نہ ٹوٹے اور اسی سانس میں اگلی آیت کا وصل[3] کریں تو یہ سکتہ ہو گا۔

قرآن کریم میں چار جگہ سکتہ واجب ہے۔ (۱) سورہ یٰسٓ میں مَنْ مَّرْقَدِنَا کے الف پر (۲) سورہ کہف میں لفظ عِـوَجًا کے الف پر (۳) سورہ قیامہ میں، قِیْـلَ مَـنْ کے نون پر (۴) سورہ مطففین میں کَلَّا بَلْ کے لام پر ان چار سکتہ کے علاوہ جو سکتے مرسوم[4] ہیں، وہ مثل وقف کے جائز اور ائمہ وقف سے ثابت ہیں۔

فائدہ : مِنْ مَّرْقَدِنَا پر وقف لازم ہے اور اس پر سکتہ واجب ہے لیکن چونکہ سکتہ کرنا وصل پر موقوف ہے اور وصل یہاں لازم نہیں،

(۱) وقف کی ان سب صورتوں کو وقف بالاسکان کہیں گے یعنی لَفِیْ خُسْرْ ، عَذَابٌ شَدِیْدْ وقف ہو گا ۱۲

(۲) ان سب صورتوں کو وقف بالاثبات کہیں گے ۱۲ (۳) کیونکہ سکتہ وصل پر موقوف ہے ۱۲ منہ

(۴) یعنی سورہ اعراف میں ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا پر سورہ اعراف ہی میں اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا پر (سورہ یوسف میں) اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا پر (سورہ قصص میں) یُصْدِرَ الرِّعَاءُ پر ۱۲

اس لئے اگر کسی نے وصل نہ کیا، تو ترکِ وجوب لازم نہ آئے گا ہاں اگر بجائے وقف کے کوئی وصل کرنے پر سکتہ نہ کرے، تو اس وقت ترک وجوب لازم آئے گا، حاصل یہ کہ اگر وقف کیا گیا تو لازم پر عمل ہو جائے گا اور اگر وصل کیا گیا تو سکتہ واجبہ پر عمل ہو جائے گا۔

# رسم کے احکام

جاننا چاہئے کہ جس طرح اردو زبان میں بعض الفاظ ایسے ہیں، جو لکھے ہوئے کے خلاف پڑھے جاتے ہیں، جیسے خواب، خواجہ وغیرہ کہ یہ الفاظ واؤ کے ساتھ لکھے جاتے ہیں مگر بغیر واؤ کے خاب، خاجہ پڑھے جاتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم میں بھی بعض کلمات ایسے ہیں جن کی قرأت خلاف کتابت ہوتی ہے مثلاً مُوسٰی، عِیسٰی، اور اَلصَّلٰوۃ، اَلزَّکٰوۃ وغیرہ کہ ان کو مُوسَا، عِیسَا اور اَلصَّلات الزَّکات پڑھا جاتا ہے، اس لئے رسم قرآنی کے بھی جاننے کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ قرآن پاک میں جس کلمہ کی قرأت رسم الخط کے موافق نہ ہوگی تو جو شخص اس فن سے ناواقف ہوگا، وہ اس کلمہ کو صحیح نہیں پڑھ سکتا، دوسرے یہ کہ قرآن پاک کو رسم عثمانی کے مطابق لکھنا واجب[1] ہے اور اجماع سے ثابت ہے، اگر اس کے خلاف لکھا گیا تو یہ تحریف رسمی ہوگی، پس مناسب ہے کہ رسم قرآنی کے احکام کو بھی مختصر طور پر لکھا جائے۔

(۱) قال العلامۃ الساوی الملا علی القاری فی شرح الجزریۃ المسمی المنح الفکریۃ المرسوم المصاحف العثمانیۃ انہ احد ارکان القرآن وقال الامام احمد یحرم مخالفۃ خط مصحف عثمان فی واو او یا او الف وغیر ذالک ۱۲ منہ